نوکری چاکری کے لیے بال بچوں کے لیے صحت وتندرستی کے لیے دعا کریں۔

۱۷۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک دن ایک مولوی صاحب اپنے بیٹے کو مارتے ہوئے ہمارے پاس لائے اور کہنے لگے کہ حضرت اس اُلّو کے پٹھے کو آپ سمجھائیں، یہ پڑھتا نہیں۔ ہم نے کہا مولوی صاحب آپ تشریف رکھیں، الو، پٹھے دونوں کو ہم سمجھائے دیتے ہیں۔ حاضرین ہنسنے لگے مگر مولوی صاحب غصہ کی حالت میں کچھ نہ سمجھے۔

اوپر کے اقتباسات سے شاہ غوث علیؒ کے رجحان طبع، شگفتہ مزاجی اور ذہانت کا کسی قدر اندازہ کیا جاسکتا ہے لیکن اردو ادب میں تذکرۂ غوثیہ کا صحیح مقام متعین کرنے کے لیے اصل کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ شاہ غوث علی کے افکار ونظریات سے کسی کو لاکھ اختلاف ہو، اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ انیسویں صدی عیسوی کے ہندوستان کی ایک نہایت دلچسپ اور قد آور شخصیت تھے اور تذکرۂ غوثیہ میں ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور خیالات کی بڑی بے ساختگی سے عکاسی کی گئی ہے۔

شاہ صاحبؒ کی خدمت میں غریب، امیر، عالم، جاہل ہر طبقے کے لوگ حاضر ہوتے رہتے۔ کوئی زیارت اور ملاقات کے لیے، کوئی حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے لیے، کوئی دعا کی خاطر یا تعویذ لینے کے لیے، کوئی وظیفہ پوچھنے کے لیے، غرض ہر قسم کے غرض مندوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ شاہ صاحب کسی کو مایوس نہیں لوٹاتے تھے۔ بہت کم ایسے لوگ ایسے ہوتے تھے جو ان کی مجلس سے مطمئن ہو کر نہ اٹھتے ہوں اگر کوئی پریشان حال شخص کسی سبب سے اپنی کیفیت یا اپنا حالِ دل بیان نہ کرسکتا تو اس کو بھی کوئی ایسا عمل بتا دیتے جس پر عمل کرنے سے اللہ کے فضل وکرم سے اس کی مصیبت دور ہونے کی صورت پیدا ہوسکتی تھی۔ ایک دفعہ ایک مصیبت زدہ شخص شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ شاہ صاحبؒ نے اس سے پوچھا: ''بھائی کیا بات ہے، آپ کچھ پریشان نظر آتے ہیں؟''

اس نے کہا: ''جی ہاں! میں بہت پریشان ہوں مگر افسوس کہ اس کا سبب بتا نہیں سکتا۔''

شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ''اچھا یہ بتائیے کہ میں آپ کے حق میں کیا دعا کروں؟''

اس نے جواب دیا: ''جناب میں اسے بھی بیان نہیں کرسکتا''۔

شاہ صاحبؒ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا:

''میں آپ کو ایک عمل بتاتا ہوں۔ یہ عمل کیجیے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو آپ کی ہر مصیبت دور ہوجائے گی۔ آپ ہر روز عشاء کی نماز کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد اکیاون بار یہ آیت پڑھیں۔ **لَآ اِلٰـــہَ اِلَّآ اَنْـــتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ**۔

اس کے بعد گیارہ مرتبہ پھر درود شریف پڑھیں اور جس مصیبت میں آپ مبتلا ہیں، اس سے نجات حاصل کرنے کی دعا مانگیں، اس عمل کو چند دن جاری رکھیں، اللہ نے چاہا تو آپ کی مصیبت دور ہوجائے گی۔ وہ شخص چلا گیا۔ چند دن کے بعد وہ خوش خوش دوبارہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا، میں نے اسی کے مطابق عمل کیا، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری مصیبت دور کردی اور میری پریشانی جاتی رہی۔

میرے والد......صوفی خدابخش چوہان رحمہ اللہ

ابومحمد سلیم اللہ چوہان سندھی۔ڈائریکٹر مولانا عبیداللہ سندھی اکیڈمی راجو گوٹھ

میرے مربی، میرے محسن اور میرے والد گرامی صوفی خدابخش چوہان بانی مدرسہ دارالتعلیم حمادیہ گلشن امام سندھی رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے ایک عبدِ صالح تھے،جنہوں نے اعمال صالحہ،کریمانہ اخلاق اور بے شمار خوبیوں کی وجہ اپنا نیک نام چھوڑا ہے۔ یہاں حضرت والد گرامی جناب صوفی خدابخش چوہان کی مختصر سوانح حیات لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

تعارف: خدابخش بن اللہ بخش بن خدابخش چوہان-ولادت: 1944 گوٹھ راجو چوہان تحصیل لکھی غلام شاہ ضلع شکارپور میں ہوئی۔

تعلیم: حضرت والد محترم باضابطہ عالم فاضل نہ تھے البتہ علماء وصلحاء کے صحبت یافتہ ضرور تھے، دنیوی تعلیم پانچ جماعتیں اپنے گاؤں راجو گوٹھ میں میں حاصل کی،قرآن پاک ناظرہ کی تعلیم بھی اپنے اسی گاؤں میں حاصل کی، فقط ناظرہ اوراسکول کی پانچ جماعتیں پڑھ کراتنی دینی خدمات سرانجام دیں کہ رشک آتا ہے، مجھے اپنے رب سے قوی امید ہے کہ ان خدمات کی وجہ سے وہ بخشے جائیں گے۔آپ کو اللہ پاک نے بہت خوبیوں سے نوازا تھا،ان کی تمام خوبیوں کو حوالۂ قرطاس کرنا تو بہت مشکل ہے،البتہ ان کے چیدہ چیدہ اوصاف حمیدہ کو قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی ادنیٰ کوشش کررہا ہوں۔

حضرت والد گرامی کی ایک عادت یہ تھی کہ صوم وصلاۃ کے پابند تھے۔سفر میں ہوں یا حضر میں،تندرست ہوں یا علالت میں ہوں وہ صوم وصلاۃ کو پابندی سے ادا کرتے۔تہجد پڑھنا ان کی عادت ثانیہ تھی، میں نے جب شعور والی زندگی میں قدم رکھا تو اپنے والد محترم کو رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتے،آواز سے قادری طریقہ سے ذکرواذکار کرتے، اپنے رب کے حضور میں دعائیں مانگتے دیکھا۔آپ مستجاب الدعوات تھے،کسی بھی مسئلہ میں پریشان ہوتے تو اللہ رب العالمین کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے۔اوران کا اصلاحی تعلق قطب الارشاد حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی رحمہ اللہ کے جانشین حضرت مولانا حافظ محمود اسعد رحمہ اللہ سے تھا،ان سے خوب کسب فیض کیا،اسی فیض وصحبت کی برکت تھی کہ خود تو عالم نہ تھے،البتہ انہوں نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم کے لئے وقف کیا۔خوش قسمتی سے ان کی اولاد میں سے بڑے بیٹے،راقم الحروف سلیم اللہ چوہان کو دستارِفضیلت باندھنے کی سعادت ملی(سندھی زبان کی متعدد کتب کی تصنیف وتالیف کی خدمت بھی نصیب ہوئی)۔اپنے گاؤں میں 1981ء سے لے کر وفات تک دینی، اصلاحی جلسے کرانے شروع کیے اس کے علاوہ آپ نے مجاہدانہ زندگی گذاری،اخلاص اورراست گوئی میں ضرب الامثال تھے،ان کے اندر دینی جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا،آپ جمعیۃ علماء اسلام کے فعّال رکن تھے، استقامت کے جبل تھے، 2007 کے بلدیاتی الیکشن میں جمعیۃ علماء اسلام یوسی طیب ضلع

شکارپور تحصیل لکھی غلام شاہ میں جنرل کونسلر کے امیدوار بھی بنے تھے جس کی وجہ سے وڈیروں کی نیندیں حرام ہوگئی تھی، حضرت والد صاحب کو ڈرایا دھمکایا گیا لیکن آپ اپنے مشن و پروگرام سے دست بردار نہیں ہوئے، ان کا یہ دینی و مذہبی جذبہ قابل تعریف تھا کہ ایک غریب گھرانے کا فرد ہوتے ہوئے بھی جماعت کے حکم کو لبیک کہہ کر وڈیروں سے دشمنی مول لی۔ آپ نے جتنے بھی جماعتی، سماجی، اور مذہبی کام کیے ان میں مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپ نے تمام کام مخالفت کے باوجود خوش اسلوبی سے سرانجام دیے کہ ان کا نام روشن و تابندہ رہے گا۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو نیک کام کیے ان پر سرسری نظر ڈالوں گا۔

مساجد و مدارس تعمیر کرانا: ان کی زندگی کا سب سے اہم ترین شرف اور معمول مساجد و مدارس کی تعمیرات تھی اور آپ نے اپنے گاؤں میں دو مساجد اور ایک مدرسہ تعمیر کرایا۔ یقیناً یہ بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

جامع مسجد اقصی راجو گوٹھ کی تعمیر: یہ مسجد ہمارے گاؤں کی سب سے پرانی مسجد ہے، یہ گاؤں کے بالکل اندر ہے، جیسے جیسے گاؤں کے مکانات کی تعمیرات ہوتی گئی تو مسجد نیچے ہوگئی برسات وغیرہ کا پانی مسجد میں آتا تھا تو حضرت والد گرامی کو خیال ہوا کہ مسجد کی از سرنو تعمیر کی جائے حضرت والد گرامی نے گاؤں والوں سے مشورہ کیا کہ مسجد کی نئی تعمیر کی جائے کسی ایک نے بھی والد صاحب کی حمایت نہیں کی، کسی نے تو یہ کہا کہ آپ کے پاس اگر ایک لاکھ کی مالیت ہے تو پھر مسجد کا کام شروع کریں۔ حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس اتنی مالیت تو نہیں البتہ مجھے اپنے خالق حقیقی اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے اسی کا نام لے کر کام شروع کروں گا، وہ ہی ذات اسی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائی گی۔ بالآخر حضرت والد صاحب نے اللہ رب العالمین کا نام لے کر کام شروع کیا دس بارہ سالوں کی محنت اور لگن سے ایک شاندار مسجد بن گئی اسی مسجد میں بندہ نے دینی تعلیم کا آغاز کیا ہے۔

مچ والی مسجد کی تعمیر: (مچ سندھی زبان میں آگ کو کہتے ہیں اس مسجد کے لوگ آگ جلا کر مجلس کیا کرتے تھے اس وجہ سے اس کا نام ہی مچ والی مسجد پڑ گیا) یہ مسجد بھی بہت پرانی تھی زمانے کی گردش سے مسجد شریف منہدم ہوگئی تھی اس مسجد کو بھی نئے سرے سے حضرت والد صاحب نے تعمیر کرائی امامت بھی خود ہی کراتے تھے، یہ بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

مدرسہ عربیہ دارالتعلیم حمادیہ گلشن امام سندھی کی تعمیر:

مساجد کی تعمیر کے بعد حضرت والد صاحب کو فکر لاحق ہوا کہ اب اس گاؤں میں ایک دینی مدرسہ ہونا چاہیے جو نئی نسل کی دینی و مذہبی حوالے سے رہنمائی کر سکے، اس کے ساتھ ساتھ عقائد کی اصلاح بھی ہو سکے، مدرسہ کے لئے جو اہم مسئلہ تھا وہ جگہ کا تھا کہ جگہ مناسب و موزون ہو، ایک جگہ حضرت والد گرامی کی نظر میں تھی، لیکن اس میں کچھ رکاوٹ تھی جگہ کے مالکان جگہ دینے پر راضی نہ تھے، حضرت والد گرامی نے رات کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں دعائیں مانگیں، اللہ تعالی نے وہ دعائیں قبول کی تو جگہ کے مالکان میں سے مرحوم ہنگل فقیر حضرت والد صاحب کے پاس خود آئے اور کہا کہ ہم یہ جگہ آپ کو مدرسہ کے لئے وقف کرنے آئے ہیں، حضرت والد صاحب نے فرمایا: " کہ اب زندگی کا سورج غروب ہونے والا ہے،

اب میرے اس کمزور جسم اتنی طاقت کہاں کہ مدرسہ تعمیر کراؤں" مرحوم بنگل فقیر نے بہت اصرار کیا کہ آپ کو جگہ لینی ہے اور مدرسہ تعمیر کرنا ہے، حضرت والد صاحب نے اللہ کا نام لے کر اس کی ذاتِ عالی پر بھروسہ رکھتے ہوئے کام شروع کیا یوں دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم الشان ادارہ مدرسہ عربیہ دارالتعلیم حمادیہ گلشن امام سندھی بن گیا اور ان کی زندگی میں سب سے محبوب آخری عمل: انما الاعمال بالخواتیم کی عملی تصویر بن گیا۔ یہ بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ ہے اللھم زد فزد آمین۔

اس کے علاوہ حضرت والد گرامی نے اپنے گاؤں میں دینی جلسے کرانے کا بیڑا اٹھایا جو کہ 1981ء سے وفات تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ جس میں سندھ پنجاب کے مشہور خطباء تشریف لاتے ہیں۔ جن میں کچھ قابل ذکر یہ ہیں: امام المجاہدین حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی رحمہ اللہ، مناظر اسلام حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، شہید اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالغفور حقانی، حضرت مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹی مدظلہ، حضرت مولانا عبدالغنی وغیرہم۔

وفات حسرت آیات: جس طرح آپ نے زندگی بھی شاندار اور مجاہدانہ گذاری وفات بھی قابل رشک تھی کہ نماز پڑھتے ہوئے سر سجدے میں تھا کہ جان جان آفریں کے حوالے کردی، وفات ۲/ اگست ۲۰۱۵ء مغرب کی پہلی رکعت کے سجدے میں ہوئی۔

تجہیز وتکفین: حضرت والد گرامی کے غسل میں راقم الحروف اور میرے چھوٹے بھائی عطاء اللہ شریک تھے۔

نماز جنازہ: حضرت والد گرامی کی نماز جنازہ ان کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ عربیہ دارالتعلیم حمادیہ گلشن امام سندھی میں حضرت مولانا حافظ سعید احمد شاہ بخاری ابن مناظر اسلام مولانا سید عبداللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے پڑھائی، نماز جنازہ میں کافی علماء شریک ہوئے تھے، جن میں کچھ قابل ذکر یہ ہیں: مولانا تاج محمد مہر، مولانا رشید احمد شاہ بخاری، مولانا فیض محمد چوہان، مولانا محمد داؤد ٹانوری، مولانا رحیم بخش مہر مدظلہم۔

تعزیت کرنے والے علماء کرام بھی بہت ہیں، ان میں مولانا محمد رمضان پھلپوٹو، مولانا مسعود احمد سومرو، مولانا سید ولی اللہ شاہ امروٹی، مولانا عبداللہ مہر سومرانی شریف، وغیرہ۔ اس کے علاوہ جامعہ نصرۃ العلوم کے شیخ الحدیث علامہ زاہد الراشدی مدظلہ نے فون پر تعزیت فرمائی۔

باقیات الصالحات: حضرت والد گرامی نے اپنے پیچھے ایک نیک کام جو کہ مساجد و مدارس و نیک صالح اولاد کی صورت چھوڑا ہے جو رہتی دنیا تک ان کا نام روشن رکھے گا۔ ان شاء اللہ

آپ کے دو صاحبزادے ہیں، بڑے صاحبزادے مولانا سلیم اللہ چوہان عالم فاضل ہیں کئی کتب کے مصنف و مترجم ہیں، دوسرے صاحبزادے عطاء اللہ چوہان اور تین صاحبزادیاں ہیں۔

دعا ہے اللہ رب العزت انہیں اپنی جوار رحمت جگہ دے آمین

مِنھاجِ نُبوّت اور مرزا قادیانی (قسط:۱)

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

(استادِ گرامی مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ ان چند علماء میں سے تھے جنھوں نے اپنے لیے فقر کے راستے کو اختیار کرنا باعثِ شرم نہیں سمجھا اور تادمِ زیست اللہ کے دین کی ہی خدمت کرتے رہے۔ ان کو قادیانی لٹریچر کا اختصاصی مطالعہ حاصل تھا۔ ایک بار خود مجھے فرمایا کہ مرزا قادیانی کی تمام تحریرات ایک بار مکمل پڑھ چکا ہوں اور دوسری بار بھی روحانی خزائن مکمل کر چکا ہوں، ملفوظات زیرِ مطالعہ ہے۔ مولانا معاشی طور پر انتہائی کمزور تھے، مگر حرمین شریفین میں حاضری کے شدید خواہش مند تھے۔ غیب سے وسائل پیدا ہوئے اور مولانا حجاز مقدس تشریف لے گئے اور وہیں ۷؍ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۸؍جنوری ۲۰۱۵ء مکہ مکرّمہ میں بحالت احرام وفات پائی، رحمہ اللہ تعالیٰ۔ زیرِ نظر تحریر مرحوم و مغفور کی غالباً آخری مکمل تالیف ہے جو فروری ۲۰۱۳ء میں شائع ہوئی۔ اب ان کی یادگاری میں قسط وار شائع کی جا رہی ہے۔ صبیح)

مرزا قادیانی کے کذب کے ہر پہلو پر گزشتہ ایک سو سال میں اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ تمام لٹریچر کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ لٹریچر کا اکثر حصہ ختمِ نبوّت اور رفع و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے موضوعات پر عالمانہ مباحث اور مناظرانہ طرزِ استدلال پر مبنی ہے جو کہ اہلِ علم کے لیے ہی فائدہ مند ہے۔ عوام الناس قرآن و حدیث، اقوالِ اکابر، مناظرانہ طرزِ استدلال اور قادیانی تحریروں سے تفصیلی واقفیت نہ رکھنے کے باعث اصل حقائق کا صرف خلاصہ ہی معلوم کر سکتے ہیں جو کہ صرف ایک جملہ پر مشتمل ہے وہ یہ کہ ''مرزا قادیانی کے تمام دعوے جھوٹے ہیں''۔

بنا بریں سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ مرزا قادیانی کے کذب کے چند عام فہم دلائل تحریر کیے جائیں تاکہ معمولی پڑھے لکھے احباب بھی استفادہ کر سکیں۔ اللہ جل شانہٗ اس محنت کو اپنی رضا اور قایانیوں کے ہدایت کا ذریعہ بنا دیں۔ **و ما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم.**

کذبِ مرزا کے عام فہم دلائل اپنی نوعیت و کیفیت اور طرزِ استدلال کے باعث متعدد اقسام میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں، ان میں سے اس وقت ایک خاص قسم کے دلائل تحریر کرنا مقصود ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی جماعت (جسے وہ سلسلہ احمدیہ کہتا تھا) کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ یہ سلسلہ منہاجِ نبوت پر مبنی ہے اور مخالفین کو چیلنج کیا ہے کہ آؤ میرے سلسلہ کو منہاجِ نبوت پر پرکھو۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے چند حوالے درج ذیل ہیں۔

قادیانیت کے منہاجِ نُبوّت پر قائم ہونے کا دعویٰ

حوالہ نمبر۱: میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بنیاد اس وقت ایک سلسلہ آسمانی کی رکھی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں

ہے۔ یہ سلسلہ بالکل منہاجِ نُبوّت پر قائم ہوا ہے۔ اس کا پتہ اس طرز پر لگ سکتا ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام کے سلسلوں کی حقانیت معلوم ہوئی۔ (ملفوظات، جلد: اوّل، ص: ۴۱۲۔ طبع جدید)

حوالہ نمبر۲: پھر عقل کے شیدائیوں کی نسبت فرمایا کہ جس طور سے ہم سمجھتے ہیں اور منہاجِ نبوّت پر یہ سلسلہ چل رہا ہے اس کے بغیر سمجھ نہیں آسکتی یہ لوگ خواہ دہریہ ہوں یا نہ ہوں مگر بے بہرہ ضرور ہیں۔ پاک، زندگی، استقامت، توکل پورے طور پر نصیب نہیں ہوتا اور بڑے دنیادار ہوتے ہیں۔ (ملفوظات، جلد: دوم، ص: ۵۹۵۔ طبع جدید)

حوالہ نمبر۳: ہمارا سلسلہ منہاجِ نبوّت پر ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح ہم کو بھی ان یہود صفت مسلمانوں اور نصاریٰ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ (ملفوظات، جلد: ۴، ص: ۴۶۲۔ طبع جدید)

حوالہ نمبر۴: (یہود و نصاریٰ) کو چاہیے کہ ہم پر کوئی ایسا اعتراض کریں جو کسی پہلے نبی پر نہ ہوسکتا ہو، چاہیے کہ منہاجِ نُبوّت پر ہمیں پرکھ لیں۔ (ملفوظات، جلد: ۵، ص: ۲۵۷۔ طبع جدید)

حوالہ نمبر۵: میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے ہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد: ۲۲، ص: ۵۶۵)

حوالہ نمبر۶: اور دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کا مجھے نام نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا میں آدم ہوں، میں نوح ہوں...... میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر......اور میرے نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول، نبیوں کے پیرایہ میں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد: ۲۲، ص: ۵۲۱)

حوالہ نمبر۷: کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کیے گئے اور اسی لیے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسی، نوح، داؤد، یوسف سلیمان، یحییٰ، عیسی وغیرہ ہیں۔ (ملفوظات، جلد: سوم، ص: ۲۷۰ مطبوعہ لندن)

مرزا قادیانی کے ان بلند بانگ دعووں کی وجہ سے ضروری تھا کہ مرزا قادیانی کی ذات، احوال و کردار کو منہاجِ نُبوّت کے پہلو سے بھی پرکھا جاتا چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے احقر نے قلم اٹھایا اور محنت شاقہ سے مطلوبہ مواد جمع کیا ہے۔ احقر کے محدود علم کے مطابق مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم نے اس موضوع پر ایک کتابچہ لکھا تھا جو کہ نہایت مختصر تھا، احقر نے اس اجمال کی شرح لکھ دی ہے تاکہ قادیانی احباب بھی غور سے پڑھ سکیں، مرزا قادیانی اور قادیانیت کے متعلق دل آزار الفاظ استعمال کرنے سے حتی الامکان گریز کیا ہے۔ اہلِ علم سے یہ گزارش ہے کہ اس کتابچہ کے بعض عنوانات ممکن ہیں فاضلانہ و متکلمانہ انداز کے موافق نہ محسوس ہوں تو احقر کو معذور تصور فرمائیں۔ احقر نے داعیانہ اسلوب میں قارئین کی ذہنی و علمی سطح پر اتر کر لکھا ہے، البتہ اگر کوئی مضمون صراحۃً غلط ہو تو احقر کو آگاہ فرمائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے سے کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی۔ **واللّٰہ الموفق والمعین**